83815 ـ کیا بیوی کا علاج معالجہ خاوند کے ذمہ واجب ہے ؟

سوال

اگر بیوی بیماری ہو جائے وہ بیماری دائمی ہو یا عارضی تو کیا بیوی کے علاج معالجہ کے اخراجات خاوند کے ذمہ واجب ہیں، یا بیوی اولاد چاہتی ہے لیکن اس میں اسے کچھ مشکلات درپیش ہوں تو کیا شرعا خاوند پر واجب ہے کہ وہ اس طرح کے معاملات میں علاج معالجہ کا خرچ ادا کرے؟
اور اگر شرعا اس طرح کے علاج معالجہ کا خاوند پر واجب نہیں ـ کیونکہ میں نے یہی سنا ہے ـ تو پھر عورت اس عورت کو کیا کرنا چاہیے جس کے پاس نہ تو کوئی اپنا ذاتی مال ہے، اور نہ ہی خاوند اسے جمع کرنے کے لیے جیب خرچ دیتا ہے، اور جب بیمار ہو تو علاج معالجہ کے لیے عورت کیا کریگی ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

مذاہب اربعہ کے جمہور فقہاء کرام کے مطابق بیوی کے علاج معالجہ کے اخراجات خاوند کے ذمہ واجب نہیں، ان میں سے کچھ نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ یہ اس کی عادت والی ضروری حاجات میں شامل نہیں، بلکہ امر طارئ ہے.

امام شافعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" مرد کے لیے اپنی بیوی کی جانب سے قربانی کرنی ضروری نہیں، اور نہ ہی اس کے لیے بیوی کے علاج معالجہ پر ڈاکٹر اور حجام کی اجرت واجب ہے " انتہی

دیکھیں: الام (3 / 337).

اور شرح منتھی الارادات میں درج ہے:

" خاوند کو بیوی کی دوائی اور ڈاکٹر کی اجرت لازم نہیں؛ کیونکہ یہ اس کی ضروری اور عادت والی حاجات میں شامل نہیں ہے، بلکہ عارضی ہے اس لیے یہ لازم نہیں " انتہی

دیکھیں: شرح منتہی الارادات (3 / 227) مزید آپ حاشیۃ ابن عابدین (3 / 575) اور شرح الخرشی علی مختصر خلیل (

4 / 187) كا مطالعہ بھی كريں.

مستقل فتوى كميٹی كے علماء كرام سے آدمی كا اپنی بيوی كا علاج معالجہ كے متعلق حكم دريافت كيا گيا تو كميٹی كا جواب تھا:

" كتاب و سنت كے دلائل سے ثابت ہے كہ لوگوں كے ساتھ حسن سلوك سے پيش آيا جائے، اور خاص كر اقرباء و رشتہ داروں كے ساتھ حسن سلوك لازمی كيا جائے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

يقينا اللہ تعالى عدل و انصاف اور احسان كرنے اور قريبی رشتہ داروں كو دينے كا حكم ديتا ہے النحل (90).

اور ايك دوسرے مقام پر اللہ رب العزت كا فرمان ہے:

اور تم اللہ كی عبادت كرو، اور اس كے ساتھ كسی كو شريك مت ٹھراؤ، اور والدين كے ساتھ اور اقرباء و رشتہ داروں اور يتيموں اور مسكينوں اور قرابت والے پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پہلو كے ساتھی اور مسافر كے ساتھ بھی اور ان كے ساتھ جن كے تمہارے دائيں ہاتھ مالك ہيں، يقينا اللہ تعالى ايسے شخص سے محبت نہيں كرتا جو اكڑنے والا اور شيخی مارنے والا ہو النساء (36).

اور نبی كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" تم ميں سب سے بہتر اور اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں كے ليے اچھا ہے، اور ميں تم ميں اپنے گھر والوں كے ليے سب سے بہتر ہوں "

چنانچہ مسلمان شخص كے ليے اپنے اہل و عيال اور بيوی بچوں كے ساتھ حسن سلوك كرنا چاہيے، رہا علاج معالجہ اور اس كے اخراجات خاوند پر نفقہ اور رہائش كی طرح واجب نہيں ليكن استطاعت و قدرت ہوتے ہوئے اسے يہ اخراجات كرنے چاہيں؛ كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا عمومی فرمان ہے:

اور ان عورتوں كے ساتھ حسن معاشرت كا سلوك كيا كرو النساء (19).

اور مندرجہ بالا سابقہ حديث كے عموم كی بنا پر بھی " انتہی

اور بعض علماء كرام كہتے ہيں كہ بيوی كے علاج معالجہ كے اخراجات خاوند پر واجب ہيں؛ كيونكہ يہ بھی حسن معاشرت ميں شامل ہوتا ہے؛ اور اس ليے بھی كہ بعض اوقات تو دوائی كی ضرورت و حاجت كھانے پينے سے كم

نہیں ہوتی.

ڈاکٹر وہبۃ زحیلی کا کہنا ہے:

" مذاہب اربعہ کے فقہاء کرام کا فیصلہ ہے کہ خاوند پر اس کی بیمار بیوی کے علاج معالجہ اور ڈاکٹر اور حجام کی فیس اور دوائی کی قیمت واجب نہیں ہے، بلکہ اس کی قیمت اور اجرت تو بیوی کے ذاتی مال سے ادا کی جائیگی، اور اگر بیوی کے پاس مال نہیں تو پھر اس شخص کے ذمہ ہوگا جس کے ذمہ اس کا نان و نفقہ واجب ہے مثلا بیٹا اور باپ اور اس کے ورثاء میں جو وارث بنتے ہوں.

کیونکہ علاج معالجہ تو جسم کے اصل کی حفاظت ہے اس لیے فائدہ و منفعت کے مستحق شخص پر واجب نہیں ہوگا، جیسا کہ کرایہ پر حاصل کی گئی عمارت کا خرچ عمارت کے مالك پر ہے نہ کہ کرایہ دار پر....

مجھے یہی محسوس ہوتا ہے کہ ماضی میں علاج معالجہ اساسی حاجت نہ تھی، اس لیے انسان غالبا علاج کا محتاج نہ تھا، کیونکہ وہ صحت و پرہیز کے اصول و قواعد کا التزام کیا کرتا تھا، چنانچہ فقہاء کرام کا اجتھاد ان کے اپنے دور کے عرف پر مبنی ہے.

لیکن اب اس دور میں علاج معالجہ کی ضرورت تو کھانے پینے کی ضرورت و حاجت بن چکی ہے، بلکہ اس سے بھی اہم ہے؛ کیونکہ مریض ہر علاج کے لیے استعمال کی جانے والی چیز کو ہر چیز پر فضیلت دیتا ہے، اور کیا اسے تکلیف ہو اور درد سے کراہ رہا ہو تو کیا وہ کھانا کھائیگا ؟!

اس لیے میری رائے تو یہی ہے کہ علاج معالجہ کے اخراجات خاوند پر اسی طرح واجب ہیں جس طرح دوسرا ضروری نفقہ واجب ہے..... کیا یہ حسن معاشرت اور حسن سلوك ہے کہ جب بیوی تندرست ہو تو خاوند اس سے استمتاع و فائدہ اٹھائے، اور جب بیمار ہو جائے تو اسے علاج معالجہ کے لیے میکے بھیج دے؟! " انتہی

دیکھیں: الفقہ الاسلامی و ادلتہ (10 / 7380).

شیخ حمد بن عبد اللہ الحمد زاد المستقنع کی شرح میں لکھتے ہیں:

" اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ: اور مذہب میں بھی یہی قول ہے کہ علاج معالجہ خاوند کے ذمہ واجب ہے، اور ظاہر بھی یہی ہے؛ کیونکہ ایسا کرنے میں ہی حسن معاشرت ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور ان عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو .

یہ حسن معاشرت نہیں کہ بیوی بیمار ہو اور اسے ڈاکٹر کے پاس نہ لے جایا جائے، اور نہ ہی اس کی دوائی کی قیمت

دی جائے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ان عورتوں کو بھی اسی طرح حقوق حاصل ہیں جس طرح ان عورتوں پر حق ہیں اچھے طریقہ سے .

اس لیے صحیح یہی ہے کہ بیوی کا علاج معالجہ اور اس کے اخراجات خاوند کے ذمہ واجب ہیں " انتہی

واللہ اعلم .